دیتے ہیں عون سالک راہ دودو کو — گر بھولتے نہ پائے بشر ہست و بود کو

ہو گام زن مدام رہ مستقیم پر
اپنی کمر کو باندھ کے خیر عمیم پر

خیر عمیم کیا ہے بتادیگی شرع دیں — جس کا ذخیرہ خیر سے موجود ہے یہیں
پرنور جس کی سجدہ سے ہے جبیں — اس کو جزائیں خیر کی دے رب عالمیں

ایثار جس کا مشغلہ صبح و شام ہے
رحمانیہ کی وجہ سے مشہور عام ہے

رحمٰن کی عطا کا ہے باخیر ہاتھ یہ — نادان گو سمجھ لیں تملق کی بات یہ
علم حدیث و فقہ کی شیدا ہے ذات یہ — پیش نگاہ مجمع دیں کی برات یہ

اس کی سلامتی کی دعائیں کیا کرے
حق سے جزا دعاؤں کی اپنی لیا کرے

سائل ہے ایک دہلی میں مشہور بے نوا — حاضر طلب پہ ہو گیا دینے اسے دعا
ہے مشتمل دعاؤں سے اسکی یہ اک صدا — اس کا بھلا ہو چاہے جو مخلوق کا بھلا

نباسیت مدرسہ رحمانیہ رہے
تادیر خیر شرع بنی جاریہ رہے

مصنف ابو المعظم سراج الدین احمد خاں سائل تخلص متوطن دہلی غفرلہ ۲۴ / اکتوبر ۱۹۳۶ء

مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ کے امسال کے آٹھویں جماعت کے پاس شدہ طلبہ کا

وہ بیان جو انھوں نے متفقہ طور پر مدرسہ کے سالانہ جلسے میں پڑھکر پبلک کو سنایا تھا (مدیر)

پنجسالہ ذاتی تجربات اور عینی مشاہدات

از قلم عبد الجلیل رحمانی دار الحدیث رحمانیہ دہلی

حضرات! ایک زمانہ وہ بھی تھا جبکہ فلسفۂ یونان کے واحد قدردان صرف مسلمان ہی سمجھے جاتے تھے۔ ارسطو، اور افلاطون کے دفائن علمیہ پر مسلمان ہی قابض تھے، امیر المومنین کے دربار خلافت میں ذخائر علمیہ اور فنون حکمیہ کے چھکڑے اونٹوں پر لدے ہوئے ریلے کے ریلے چلے آتے تھے۔ ہمارے ہی علوم و فنون کا پرچم بغداد۔ مصر۔ اسپین۔ اندلس اور سسلی کی چوٹیوں پر لہراتا تھا، تہذیب نو کے سرمستوں اور ان مدعیان علوم و فنون کے کتب خانوں کو دیکھو ہمارے ہی اسلاف کے

جواہرات علیہ سے ان کی زینت ہے، یہی کتابیں ہیں جو جرمن وبرلین، پیرس ولندن کے کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ آہ یہی مسلمان ہیں جو کبھی معیار تکلم فخرالدین رازی پر فخر اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی جیسوں پر ناز کرتے تھے، اسلام کی یہی وہ تنویریں تھیں جو بحر اسود کے سینے کو چیر کر ہمالہ سے ٹکراتی ہوئی خلیج بنگال کو عبور کر گئی تھیں" آج یہ علمی چہل پہل باقی نہیں، مسلمانو! کہاں ہے اسکندریہ کا وہ کتب خانہ جس کی سیاہی سے دریا کا پانی سیاہ ہو گیا تھا، کہاں ہے قرطبہ کی ۸ ہزار قلمی کتابوں کی وہ علمی دولت، کہاں ہے خلیفہ اسپین عبدالرحمٰن کا وہ ذاتی کتب خانہ جس کی کتابوں کی فہرست صرف پچاس جلدوں میں تھی، نہ مدرسہ نظامیہ ہے، نہ یحییٰ بن یحیی المصمودی اللیثی کی درسگاہ، کیا ہوا وہ مدرسہ مستنصریہ جس کے متعلق شیراز کا علامہ خون کے آنسو روتا ہوا ہمارے رلانے کیلئے یہ کہہ گیا ؎

بکت جدرالمستنصریۃ ندبۃ ✤ علی العلماء الراسخین ذوالحجر

لیل ونہار کی گردش نے جب ان آفتاب علوم وحکمت کو افق عدم میں پہنچایا تو ان کی ضیاپاش کرنوں کا بلاد اسلامیہ اور خصوصا ہندوستان سے اوجھل ہونا لازمی تھا" اس ہوشربا عالم میں ہماری قوم متحیر وششدر ہو کر جہالت کی عمیق گہرائیوں کی طرف مائل تھی، اچانک قدرت نے غیب سے اس سرزمین دلی میں روایات قدیمہ کی ایک زندہ مثال اور درخشندہ نظیر بصورت" دارالحدیث رحمانیہ" (زادھا اللہ شرفا وعزۃ) سامنے پیش کر دی قدرت کے خزانۂ غیب میں یہ بیبہا در شہوار چھپا ہوا تھا جو عالم ظہور میں آگیا" شائقان علوم اور شیفتگان حکمت، عشاقان تفسیر وحدیث نے اس سرچشمہ علوم اور منبع حکمت کی طرف تیزی کیساتھ قدم بڑھایا۔ اور چمن رحمانیہ کے لہلہاتے ہوئے روضۂ حکمت میں آکر اپنے اپنے دامن مقصود کو قرآن وحدیث، منطق وفلسفہ کے لالہ وگلاب سے پر کیا اور واپس جاکر اطراف ہند میں آفتاب وماہتاب بنکر چمکنے لگے انھیں خوش نصیبوں میں احقر بھی ہے جس نے پانچ سال کی ایک طویل مدت دارالحدیث رحمانیہ کے علمی گہوارے میں گذاری ہے اور آج میں باغبان" رحمانیہ" عالیجناب حضرت شیخ عطاء الرحمٰن صاحب کیلئے یہ دعا خیر کر کے رخصت ہو رہا ہوں" ؎

وقاہ ربی من شر و من فتن ✤ ویرزق اللہ ما یہواہ من امل

حضرات! میں نے اپنی طالبعلمانہ زندگی میں جس حسن نظام، جود وسخا، فیاضی ودریا دلی، اور طالبان علوم عربیہ پر حضرت ناظم مدفیوضہ کی شفقت ورافت، لطف وکرم کی نظر" اور ماہر سے ماہر ترین قابل اساتذہ کی ٹھوس تعلیم کے انتظام کا مطالعہ کیا ہے اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ بخدا اس دارالحدیث رحمانیہ" ہی آپ اپنی نظیر ہے، یوں تو ہو قر رسالہ محدث" ہر سال بوقت ضرورت کوائف مدرسہ کی ترجمانی کرتا رہا ہے لیکن رسالہ محدث کے قبل کا بھی دور میں نے پایا ہے اور یہ عینی مشاہدہ ہے کہ نتیجہ امتحان سالانہ کے بعد ہی بنگال و مدراس، ملیبار، ٹونک اور صدود بمبئی تک سے طلباء کے کرایہ ریل اور آمدورفت کے سفر خرچ کا انتظام حضرت ناظم صاحب ہی فرمایا کرتے ہیں، دیگر مدارس عربیہ کے طلباء کو دیکھئے امتحانات اور نتائج امتحانات کے بعد جو وقت ان کے ہاتھ اپنی چیٹی ہوئی خالی جیبوں پر پڑتے ہیں۔ تو سال سال دو دو سال کے بچھڑے ہوئے اعزہ واقارب کی یاد سے دم بخود ہو کر رہ جاتے ہیں، ملاقات اور شرف لقا کی ہزاروں تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے ناظمین مدرسہ